عربی کی ایک قلمی کتاب سے

تاریخ ہند پر نئی روشنی

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق استاذ ادبیات عربی دہلی یونی ورسٹی)

(۳)

سفر اور حضر دونوں میں سلطان محمد بن تغلق کے لئے اتنے نقارے اور ڈھول بجائے جاتے ہیں جتنے اسکندر کے لئے بجائے جاتے تھے، یعنی دو۲ سو نقارے، چالیس بڑے ڈھول، بیس۲ بگل اور دس۱ جھانجھ (صنج) اُس کے لئے پانچوں وقت بھی نقارہ بجایا جاتا ہے۔ سفر میں اُس کے ساتھ ان گنت روپیہ ہوتا ہے اور بے شمار عجیب و غریب سامان۔ شکار میں اس کے ہم رکاب تھوڑی فوج ہوتی ہے، یعنی ایک لاکھ گھوڑے اور دو۲ سو ہاتھی، ان کے علاوہ لکڑی کے چار محل آٹھ سو اونٹوں پر، دو سو اونٹ فی محل کے حساب سے۔ ہر محل پر کالے ریشم کے پردے جن پر سونے کا کام ہوتا ہے لگے ہوتے ہیں، ہر محل دو۲ منزلہ ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ متعدد خیمے اور ڈیرے ہوتے ہیں۔ جب سلطان تفریح یا اس سے ملتے جلتے کسی کام کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو اس کے ہمراہ تقریباً تیس۳۰ ہزار سوار ہوتے ہیں، اتنے ہی ہاتھی، اور ہزار کوتل گھوڑے، زین و لگام، اور زیور و طوق سے مزین، بعض کی پوشش پر جواہرات اور یاقوت ٹکے ہوتے ہیں۔ ایک محل سے دوسرے محل میں شاہی سواری

کا ذکر کرتے ہوئے شیخ محمد خجندی[1] نے جو دہلی آکر شاہی لشکر میں ملازم ہوئے، مجھے بتایا کہ جب سلطان کی سواری ایک محل سے دوسرے محل کو گئی تو وہ سوار تھا اور اس کے سر پر چتر لگا تھا اور سِلاحدار اس کے پیچھے ہاتھوں میں ہتھیار لئے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے آس پاس تقریباً بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) غلام تھے، سب کے سب پیدل، بس چتر بردار، سِلاحدار اور جمدار (پارچہ بردار) سوار تھے۔ شیخ مبارک نے مجھ سے کہا: تغلق شاہ کے سر پر سات چتر ہوتے ہیں جن میں دو پر انمول موتی ٹکے ہوتے ہیں۔ اور اس کی نشست گاہ سے شان و شوکت، سج دھج اور سلیقہ میں سوائے سکندر اور ملک شاہ بن الپ اَرْسلان کے اور کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

خان، ملوک اور امیر سفر ہو یا حَضَر جب سلطان کے ہم رکاب ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ جھنڈوں کا ہونا ضروری ہے ایک خان زیادہ سے زیادہ نو جھنڈے اور ایک امیر کم سے کم تین جھنڈے ساتھ رکھ سکتا ہے، حَضَر میں خان زیادہ سے زیادہ دس کوتل گھوڑے ساتھ رکھتا ہے اور امیر دو، لیکن سفر میں اپنی مقدرت اور وسعت قلب (؟) کے مطابق جتنے چاہے رکھ سکتا ہے۔ جب یہ فوجی افسر بابِ شاہی پر آتے ہیں تو اس کے سورج کے سامنے اُن کے ستارے، ماند پڑ جاتے ہیں اور اس کا سمندر ان کے بادلوں کو نگل جاتا ہے۔ محمد بن تغلق اتنی شان و شوکت کے باوجود بڑا مُخیّر اور متواضع آدمی ہے۔ اَبُو صفار عمر بن اسحاق، شبلی نے بیان کیا: میں نے دیکھا کہ سلطان اپنی سواری سے اُترا اور ایک فقیر صالح، کے جنازہ کے پاس گیا اور اس کو کندھا دیا۔ بادشاہ میں بہت سی

---

[1] خُجندہ ایک مشہور شہر جو ماوراء النہر میں دریائے سیحوں پر واقع تھا۔

خوبیاں ہیں :- قرآن اور ھدایہ جو حنفی فقہ میں ہے، اس کو ازبر یاد ہیں، معقولات میں بھی اس کی بنیادیں گہری ہیں، خط نہایت پاکیزہ ہے، اس نے جسمانی، روحانی اور ادبی ریاضت بھی خوب کی ہے، شعر کہتا ہے اور شعر سنانے کی فرمائش بھی کرتا ہے، اشعار کے معانی سمجھتا ہے، علمار فضلاً سے بحث و مناظرہ کرتا ہے، شعرار اور بالخصوص فارسی شعرار کی غلطیاں پکڑتا ہے، جس کی وجہ اُس کی فارسی مہارت اور زبان دانی ہے۔ میں نے اس مسئلہ پر کہ 'کل' کو 'آج' پر کس حیثیت سے 'تَقَدُّم' حاصل ہے اس کو بحث کرتے سنا، منطقی کہتے ہیں کہ 'تقدم' یا تو باعتبار زمان ہوگا، یا باعتبار رتبہ یا باعتبار ذات، اس لئے یہ جائز نہیں کہ تقدم کسی ایک حیثیت سے بھی ہو، تغلق شاہ کی رائے تھی کہ اسی دلیل سے اہلِ منطق کا مذکورہ بالا موقف ٹوٹتا ہے، کیوں کہ 'کل' کا تقدم 'آج' پر مذکورہ بالا کسی اعتبار سے نہیں ہے۔ (۴) ابوصفار شبلی نے کہا: میں نے سلطان کو سب عالموں سے گو کہ ان کی تعداد بہت تھی، فرداً فرداً باتیں کرتے دیکھا، علمار اُس کے دربار سے منسلک ہیں، ماہِ رمضان میں ان میں سے ایک ہر روز صدرِ جہاں کے حکم سے بادشاہ کے ساتھ افطار کرتا ہے بشرطیکہ کوئی نکتہ بیان کرے، سب عالم اس نکتہ پر بادشاہ کے حضور بحث و مباحثہ کرتے ہیں، اور وہ خود ان کے ساتھ باتیں اور بحث کرتا ہے اور ارکانِ مجلس اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ ناجائز کاموں کی وہ بالکل رخصت نہیں دیتا، اور غیر شرعی حرکتوں پر کسی کو آزاد نہیں چھوڑتا، کسی کی مجال نہیں کہ اس کی عمل داری میں مجرم کی پشت پناہی کرے، اور شراب سے تو اس کو سخت چڑھ ہے، شراب نوشی کی شرعی سزا (اسّی کوڑے) دیتا ہے۔ سید شریف تاج الدین

بن أبي مُجاہد حَسَنْ سمرقندی نے مجھ سے کہا: دہلی کے ایک بڑے خان کو شراب کی لت تھی، اور وہ اس کا بڑا عادی ہو گیا تھا، سلطان اس کو منع کرتا لیکن وہ باز نہ آتا، ایک دن بادشاہ کو اتنا سخت غصہ آیا کہ اس نے خان کو گرفتار کر لیا اور اس کی ساری دولت جو تینتالیس کروڑ ستر لاکھ[1] مثقال[2] سونے کے مساوی تھی، ضبط کر لی۔ بادشاہ کی شراب سے نفرت اور ہندوستان کی کثرتِ دولت کے ثبوت کے لئے یہ قصہ کافی ہے، مذکورہ رقم کا اگر مصری قِنطار میں حساب لگایا جائے تو میزان تینتالیس ہزار سات سو قِنطار ہو گی اور یہ میزان اتنی بڑی ہے کہ اس کا شمار مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ شریف حسن سمرقندی نے جو دنیا کے سیاح ہیں اور مختلف ملکوں کا گشت لگا چکے ہیں، ہندوستان کی دولت کے بارے میں ایسے قصے بیان کئے ہیں جن کو سن کر عقل حیران ہوتی ہے جیسا کہ ابھی نقل کردہ یا اُس جیسے دوسرے قصے حیرت ناک ہیں۔ محمد بن تغلق کے انعامات اور داد و دہش کے کارنامے ایسے ہیں جن کو دنیا اپنے محاسن کے صفحات میں جگہ دے گی اور زمانہ اپنے ماتھے کے روشن گوشوں پر ثبت کرے گا، ان میں سے چند یہاں بیان کرتا ہوں۔ شیخ مبارک نے مجھے بتایا کہ یہ سلطان ہر دن پورے دو لاکھ (تنکے) خیرات کرتا ہے، جو شام و مصر کے سکوں میں سولہ لاکھ درہم کے مساوی ہیں، کبھی کبھی اس کی خیرات پچاس لاکھ یومیہ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کا دستور ہے کہ جب نیا چاند نکلتا ہے تو دو لاکھ (تنکے) خیرات کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سلطان کی طرف

[1] فوٹو نسخہ: چالیس کرور تیس ہزار مثقال [2] مثقال کا وزن ۱½ یا ۱⅓ درہم بتایا گیا ہے اور درہم ۳½ ماشہ کے بقدر ہوتا ہے، اس حساب سے مثقال پونے چار اور پانچ ماشہ کے لگ بھگ ہوا۔

سے بیس ہزار فقیروں کے روزینے مقرر ہیں، ہر فقیر ایک درہم (تقریباً نو آنے) اور پانچ رطل (تقریباً ڈھائی سیر) گیہوں کی روٹی یا چاول پاتا ہے۔ اس نے مدرسوں میں تنخواہ دار ہزار فقیہ مقرر کئے ہیں جو یتیموں اور بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ اُس کی طرف سے اجازت نہیں کہ دہلی میں کوئی پبلک سے بھیک مانگے، اگر کوئی محتاج سوال کرتا ہے تو اس کو روکا جاتا ہے اس کے واسطے سرکار کی طرف سے روزینہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔

فاضل نظامُ الدّین ابو الفضائل یحییٰ بن حکیم طیاری (؟) نے مجھ سے بیان کیا: "ابوسعید (ایلخانی تاجدار ایران) کے لشکر (اُردو) میں ایک شخص عضُد بن قاضی تھا جو وزیر بننا چاہتا تھا لیکن اس کا اہل نہ تھا، اپنے مقصد کے حصول کے لئے وہ وزیروں میں دشمنی اور لشکر کے لوگوں میں باہم بغاوت پھیلاتا تھا۔ اربابِ حلّ و عقْد نے طے کیا کہ اس کو مرکز سے کہیں دور بھیج دیا جائے، چنانچہ اس کو سفیر بنا کر دہلی بھیجا، اس کے ساتھ ایک شاہی خط تھا جس میں سلام و صداقت کے اظہار کے بعد تغلق شاہ کی خیر و عافیت دریافت کی گئی تھی، دراصل یہ مہم بہانہ تھی عضد بن قاضی کو ملک باہر کرنے کا، اربابِ حکومت چاہتے تھے کہ وہ پھر نہ لوٹے۔ عضد بن قاضی جب دہلی آیا اور سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور خط پیش کیا تو سلطان تپاک سے ملا، انعام و خلعت سے اس کو نوازا، اس کی قدر و منزلت کی اور نقد عطیہ دیا۔ پھر وہ جب شاہ ایران (ابو سعید) کے پاس واپس جانے لگا تو سلطان نے اس سے کہا کہ خزانہ میں جاؤ اور جو تمھارا جی چاہے لے لو۔ عضد بن قاضی، شاطر آدمی تھا، خزانہ میں جا کر ایک قرآن کے علاوہ اس

کچھ نہ لیا، بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس کو تعجب ہوا اور اس نے سید عضد سے پوچھا: تم نے بس قرآن لینے پر کیوں اکتفا، کیا؟
سید عضد: سلطان کے کرم نے مال و دولت سے مجھے اتنا بے نیاز کر دیا ہے کہ خزانہ میں کتاب اللہ سے بہتر مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔
بادشاہ اس کے قول و فعل سے بہت محظوظ و متاثر ہوا، اور اس کو بہت سا مال و متاع عنایت کیا، اور ایک دوسرا عطیہ بطور تحفہ ابوسعید (شاہ ایران) کے لئے اس کے ساتھ کر دیا، دونوں کے عطیات کا مجموعہ آٹھ سو تومان تھا، تومان دس ہزار دینار کے برابر ہے اور دینار چھ درہم کا ہوتا ہے، آٹھ سو تومان کے معنی ہوئے اسی لاکھ دینا یا چار کروڑ اسی لاکھ درہم! سید عضد یہ دولت لے کر لوٹا تو اس کو اندیشہ ہوا کہیں اردو (۱۶/۵) میں اُس سے چھین نہ لی جائے اس لئے اس نے اس کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے اس طرح پیک کیا کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ امیر احمد بن خواجا رشید وزیر مملکت کا بھائی بعض بد عنوانیوں کی پاداش میں اُردو سے نکالا گیا لیکن اس کے بھائی غیاث الدین محمد وزیر (ابوسعید) کی پاس خاطر کے لئے اس کو امیر ایلیکاہ بنا دیا گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سلطنت کے جس حصہ میں چاہے وہاں کے گورنروں کی عدم موجودگی میں حاکم رہ سکتا ہے، اتفاق کی بات کہ احمد بن خواجا کی سر راہے سید عضد سے مڈبھیڑ ہو گئی، اول الذکر نے بہت سا روپیہ سید عضد سے چھین لیا اور اس سے ابوسعید اور خانوں کو تحفہ تحائف دینے کے لئے سونے چاندی کے کئی اونٹ بھر برتن بنوائے، وأحسبہ سلہ لہ الی العود الی الاُردو (؟) لیکن موت نے اس کو آ پکڑا، اس کے بعد

ابوسعید اور سید عضد بھی چل بسے، حکومت کی بساط الٹ گئی اور سونا ضائع ہو گیا اور اس کے کمانے والوں کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا۔

ابن حکیم نے کہا: دہلی کا یہ سلطان غیر معمولی فیاض ہے اور پردیسیوں کے ساتھ بڑے لطف و کرم سے پیش آتا ہے۔ ایک فاضل فارس سے اس کے پاس آیا اور اس کی خدمت میں فلسفہ کی کتابیں پیش کیں جن میں ابن سینا کی شفا، بھی تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب وہ حاضر ہوا اور کتابیں پیش کیں اس وقت قیمتی جواہرات کا ایک بڑا بنڈل سلطان کی خدمت میں لایا گیا، اس نے مٹھی بھر موتی اس بنڈل میں سے لئے اور نووارد کو دئے، ان کی قیمت بیس ہزار مثقال سونا اٹھی، ھذا غیر بقیہ ما وصلہ بہ (؟)۔

سید شریف سمرقندی نے مجھ سے بیان کیا:- اہلِ بخارا خربوزے لے کر جو جاڑوں تک ان کے ہاں چلتے ہیں بادشاہ کے پاس آتے ہیں اور وہ ان کو بڑے بڑے عطیے دیتا ہے، میں ایک شخص سے واقف ہوں جو سلطان کے لئے دو۲ اونٹ بھر خربوزے لے کر چلا لیکن ان کا بیشتر حصہ راستہ میں خراب ہو گیا اور صرف بائیس خربوزے صحیح و سالم پہنچے، سلطان نے اس شخص کو تین ہزار مثقال سونا دیا۔ شیخ ابوبکر بن ابی الحسن ملتانی نے جو حافظ ابن تاج مشہور ہیں اور جن سے میری ملتان میں ملاقات و گفتگو ہوئی (؟) کہا: پھر میں دہلی گیا تو میں نے وہاں بھی یہ بات مشہور پائی کہ سلطان محمد بن تغلق نے یہ عہد کیا ہے کہ کسی کو تین ہزار مثقال سے کم انعام نہیں دیں گے"

خجندی نے مجھ سے کہا:- میں سلطان محمد بن تغلق کے پاس آیا

اور اُن سے ملاقات کی تو انھوں نے مجھے ہزار مثقال سونا عنایت کیا، اس کے بعد مجھ سے پوچھا: کیا تم ہندوستان میں رہنا پسند کروگے یا وطن لوٹنا چاہتے ہو"؟ میں نے کہا: میں یہیں رہنا چاہتا ہوں"۔ سلطان نے مجھے فوج میں بھرتی کر لیا۔

شیخ أبوبکر بن خلّال بزی صوفی نے مجھ سے بیان کیا: سلطان نے ایک جماعت کے ساتھ جس میں میں بھی تھا، تین لاکھ مثقال سونا ماوراء النہر بھیجا، ایک لاکھ وہاں کے علماء اور ایک لاکھ فقراء میں بانٹنے کے لئے اور ایک لاکھ سے سلطان کا سامان خریدنے کے لئے۔ سلطان نے ہم سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ شیخ بُرہان الدین ساغرجی شیخ سمرقند، جو علم و زہد میں یکتائے وقت ہیں، کبھی روپیہ پس انداز نہیں کرتے، تم ان کو چالیس ہزار تنکے دینا تاکہ وہ ان کی مدد سے ملتان آجائیں، جب وہ ہماری عملداری میں آجائیں گے تو ہم دل کھول کر ان کو دیں گے۔ اگر تم ان کو گھر پر نہ پاؤ تو یہ رقم ان کے متعلقین کو دے دینا تاکہ واپسی پر ان کو دے دیں اور کہہ دیں کہ ہماری خواہش ہے کہ اس روپئے سے ملتان آجائیں۔ بزی کہتے ہیں کہ جب ہم سمرقند پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ شیخ بُرہان چین جا چکے ہیں۔ ہم نے روپیہ ان کی کنیز کو دیا اور کہا کہ سلطان نے ان کو ملتان آنے کی تاکید کر دی ہے"۔

فقیہ ابوالصفاء عمر بن اسحاق شبلی نے مجھ سے بیان کیا: سلطان محمد بن تغلق سفر میں ہوں یا حضر میں، علماء ان کے ساتھ ضرور ہوتے ہیں۔ ایک جنگی مہم پر ہم اُن کے ساتھ جا رہے تھے (۱۹/۵) کہ فوج کے ہراول دستوں کی طرف سے فتح کی خوش خبری کے خط موصول ہوئے، بادشاہ

فتح کی خبر سے مسرور ہوا اور کہا کہ یہ فتح علمار کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ اس نے حکم دیا کہ علمار خزانہ میں جائیں اور ہر فرد جتنا روپیہ لے سکے لے لے اور اگر کوئی کم زوری کی وجہ سے روپے کی بوریاں نہ اٹھا سکتا ہو تو وہ اپنا نمائندہ بھیج دے۔ علمار خزانہ میں گئے لیکن میں اور مجھ جیسے دوسرے بہت سے عالم جن کا تعلق صفِ اول سے نہ تھا، رُکے رہے۔ ہر شخص نے دو تھیلیاں اُٹھا لیں، ہر تھیلی میں دس ہزار درہم تھے۔ لیکن ایک عالم صاحب ایسے تھے جنہوں نے تین تھیلیاں لیں، دو بغلوں میں دبا لیں اور ایک سر پر رکھی۔ سلطان اس حریص عالم کو دیکھ کر ہنس پڑا، اس نے پوچھا کہ باقی عالم خزانہ میں کیوں نہیں گئے تو اس کو بتایا گیا کہ ان کا مرتبہ نیچا ہے، جانے والے پروفیسر ہیں اور یہ لیکچرر (معید) سلطان نے حکم دیا کہ ہم سب کو ہزار ہزار درہم دئے جائیں چنانچہ یہ رقم ہمارے درمیان تقسیم کر دی گئی۔

ابو صفار شبلی نے کہا: اس سلطان کی حکومت میں منار شریعت قایم اور اہلِ علم کا بازار گرم ہے، علمار کو توقیر و احترام کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، اور وہ بڑے جوش سے ان اصولوں کو سینے سے لگائے ہیں جن کا ان کی اصلاح ظاہر و باطن سے تعلق ہے، وہ ہمیشہ پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں اور اپنے تمام معاملات میں اعتدال سے کام لیتے ہیں اور خوب سوچ سمجھ کر قدم بڑھاتے ہیں۔ یہ سلطان اجتہاد فی الجہاد میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا، نہ خشکی کی طرف سے اپنی عنان و سِنان (نیزہ) موڑتا ہے نہ سمندر کی طرف سے، یہ برابر اس کا معمول ہے۔ اس نے ہند کے طول و عرض میں اعلاءِ کلمۃ الحق اور نشر اسلام

کے بڑے بڑے کارنامے انجام دئے ہیں جن کے اثر سے وہاں کے اندھیرے میں اُجالا پھیلا، اور ہدایت و رشد کی بجلیاں چمکیں، اُس نے آتش خانے ڈھائے، بُت توڑے اور ہند کو غنڈوں سے پاک کیا، اس سے اس کی ذمی رعایا مستثنیٰ ہے، اس کی کوشش سے شرق اقصی اور مطلع شمس تک اسلام پھیل گیا (لآلاء الصباح المشرق (؟) اس نے اُمّت محمدیہ کا جھنڈا وہاں پہنچا دیا جہاں جیسا کہ ابو نصر عُتبی (مورخ) کہتا ہے، کبھی کوئی جھنڈا نہ گیا تھا، نہ جہاں کبھی قرآنی آیت یا سورت پڑھی گئی تھی، اس نے مسجدیں آباد کیں، ترنم کے ساتھ اذان دینا اور زمزمہ کے ساتھ قرآن پڑھنا بند کرا دیا، اِس ملّت کے پیروؤں کو کفّار کے سر پر لا بٹھایا اور خدا کی مدد سے ان کی دولت اور وطن کا ان کو وارث بنا دیا۔ وأرضا لم يطوها وهو مع هذا يمد له فافقه مع كل خافقة (؟) خشکی میں اُس کے جھنڈوں کے عُقاب ہیں اور سمندر میں کشتیوں کے غُراب (کوّے) اور غلاموں کی اتنی کثرت ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب ہزاروں کوڑیوں کے مول نہ بیچے جاتے ہوں۔ میرے سب راویوں نے بتایا کہ خدمت گار کنیز کی قیمت دہلی میں آٹھ تنکے (تین روپئے[1]) سے زیادہ نہیں ہوتی، اور جو کنیزیں خدمت اور ہم بستری دونوں کے لئے موزوں ہوتی ہیں ان کی قیمت پندرہ تنکے (پونے چھ روپئے) ہوتی ہے، دوسرے شہروں میں ان کی قیمت اور بھی کم ہے۔

(باقی)

---

[1] اگر تانبے کا تنکہ مانیں اور تیس روپے اگر چاندی کا قرار دیں۔